جلد ۱۰ شمارہ ۱۸، ۲۰۲۵

Article

Orientalists' Selections of Hindustani (Urdu) Poetry and Prose: A Research Perspective

(From the beginning to the first half of the 19th century)

مستشرقین کے ہندوستانی (اردو) شعری و نثری انتخابات: تحقیقی تناظر

(آغاز سے انیسویں صدی کے نصف اول تک)

Prof. Dr. Naseem Abbas [1*]
Department of Urdu Language and Literature, University of Sargodha
***Correspondence:** naseem.abbas@uos.edu.pk

پروفیسر ڈاکٹر نسیم عباس احمر
شعبہ اردو زبان و ادب، سرگودھا یونیورسٹی

eISSN: 2073-3674
pISSN: 1991-7813

This is an open-access article distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

Copyright: © 2025 by the authors.

Abstract:
This article deals with the selections of writers of the first half of the 19th century by orientalists and highlights how these selections have been compiled for curriculum requirements. It was taken into consideration that such writers should be given importance in selections whose language is simple, and the depiction of Indian culture is prominent. In the 19th century, the impact of Urdu poetry and prose selections was prominently profound and advantageous in shaping literacy, cultural and scholarly landscape not only in south Asia but also in a broader global context. This discussion explores this specific contribution of major orientalists in preparing the selections of Urdu poetry and prose which show their understanding of Hindustani poetry and prose in social and political perspective of that era.it also reveals their impact on the identity and global expansion of Urdu language. This article is a critical analysis of these selections that how these selections were made, and which were the social, political and educational motives behind this activity.

Keywords:
India, Orientalist, Gilchrist, John Shakespeare, James Robert Ballantyne, Garseen de Tassy

مستشرقین نے ہندوستانی تاریخ، ثقافت اور زبان میں بہت سی اثر انگیز خدمات انجام دیں۔ انھوں نے قدیم تاریخ، ثقافت اور اردو، ہندی، سنسکرت اور مقامی زبانوں سمیت ہندوستانی زبان کی تشریح کو سمجھنے کے لیے مختلف تاریخی دستاویزات کو یکجا کر کے ہندوستانی تاریخ، مذہب اور فلسفے پر کافی تحقیق کی۔ انھوں نے لغت اور گرامر سمیت لسانی خصوصیات کا تجزیہ کیا۔ ہندوستانی ادب کے تراجم (بشمول وید، اپنشد، مہابھارت اور رامائن) کے مغربی زبان میں ہندوستانی ادب کی پہچان اور عالمی تناظر میں اس کی مذہبی اور ثقافتی اہمیت پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ کچھ مستشرقین نے ہندوستان میں تعلیمی ادارے قائم کیے جبکہ دوسروں نے مقامی لوگوں کو جدید تعلیمی مواقع فراہم کرنے کے لیے موجودہ اداروں سے خود کو منسلک کیا۔ اگرچہ یہ خدمات ہندوستانی علوم، زبان اور ثقافت کو دنیا سے متعارف کرانے میں معاون ثابت ہوئی ہیں لیکن ساتھ ہی ان پر مغربی افکار سے متاثر ہونے کی وجہ سے تنقید بھی کی گئی ہے۔ اس لیے مستشرقین کے تحقیقی نتائج کا تنقیدی جائزہ لینا ضروری ہے۔

ہندوستان میں آباد کاروں کی کامیابی ہندوستان کی فتح میں مضمر تھی۔ اس مقصد کے لیے ہندوستان کی زبان، سماجی ساخت اور رسم و رواج کا جاننا ضروری تھا۔ ولیم جونز کی قائم کردہ "دی رائل ایشیائی سوسائٹی" اور "فورٹ ولیم کالج کلکتہ" اس سلسلے میں خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ نئے حکمرانوں کے لیے زبان، مذہبی عقائد اور سماجی ڈھانچے سے واقف ہونا انتہائی ضروری تھا۔ اس سلسلے میں مستشرقین نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے ملازمین کی سہولت کے لیے لغات، گرامر اور لسانیات پر متعدد کتابیں مرتب کیں۔ فورٹ ولیم کالج وجود میں آیا، نوجوان انگریزوں کو ہندوستانی زبانوں، ادب اور ثقافت کے علم سے آراستہ کرنے کے لیے انھوں نے نہ صرف نئی کتابیں مرتب کیں بلکہ مشرقی ادب کو دوبارہ شائع کیا۔ انہوں نے مشرقی تہذیب و تمدن کی کامیابیوں کو اجاگر کرنے کے لیے مشرقی ادب کے انتخاب بھی شائع کیے۔ جب برطانوی حکومت ہندوستانیوں کی قسمت کا فیصلہ کرنے پر بضد تھی اور ہندوستانیوں کو ایک نئی تہذیب سے روشناس کرایا گیا تو انہوں نے اپنے مذہب، زبان، تہذیب اور سیاست کو خطرے میں دیکھا۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ باقی تمام چیزوں کے مقابلے میں صرف اردو زبان ہی اتنی خوش قسمت ثابت ہوئی کہ ہندوستانیوں سے زیادہ یورپیوں نے اس کے تحفظ اور بقا کے لیے زیادہ جدوجہد کی۔ انہوں نے اردو زبان کے قواعد، لغات، نصابی کتب اور نظم و نثر کے انتخاب کو مرتب کر کے لسانی طرز کو آسان بنانے کے لیے بہت کچھ کیا۔[۱]

انیسویں ویں صدی میں مستشرقین کے ذریعہ ہندوستانی شاعری اور نثر کے انتخابات نے اردو کے ادبی ڈھانچے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔ انھوں نے نامور مصنفین کی ان تخلیقات کا ترجمہ اور انتخاب کیا جن کا مطالعہ نو آبادیات کے لیے مددگار ہو۔ مستشرقین کی طرف سے اردو ادب کی تصویر کشی اکثر نو آبادیاتی سیاق و سباق کی عکاسی کرتی ہے۔ بعض موضوعات پر زور اور نو آبادیاتی عینک کے ذریعے ادبی کاموں کی تشریح بعض اوقات دقیانوسی تصورات کو تقویت دیتی ہے یا پیچیدہ ثقافتی بیانیے کو آسان بناتی ہے۔ تاہم، ان نمائندگیوں نے جنوبی ایشیا

کے ثقافتی اور سیاسی مسائل میں بھی دلچسپی کو جنم دیا، جس سے نو آبادیاتی حرکیات اور ادبی روایات پر ان کے اثرات کے بارے میں زیادہ سے زیادہ آگاہی پیدا ہوئی۔ ذیل میں ان انتخابات کی تفصیل پیش خدمت ہے۔

براہ راست انتخابات

سر ولیم جونز کو مستشرقین کا ستون مانا جاتا ہے۔ اورینٹلسٹ سوسائٹی کے بانی اور روح کے طور پر اپنی حیثیت کے علاوہ، جس نے اورینٹل اسٹڈیز کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز کیا، سنسکرت کے عالم اور اسلامی فقہ کے ماہر سر ولیم جونز نے مشرقی علوم کی کتابوں کا انگریزی میں ترجمہ کر کے مغرب کو مشرق سے متعارف کرایا۔ اس کا نتیجہ مشرق کے قدیم علوم کے احیاء میں بھی ظاہر ہوا۔ گلکرسٹ[۲] کا شمار سر ولیم جونز کے ساتھ ہوتا ہے۔ مستشرقین میں، جان گلکرسٹ کا نام اردو زبان کے لیے خدمات کے حوالے سے سرفہرست ہے۔ گلکرسٹ کے کام کی نوعیت بالکل مختلف تھی۔ اردو زبان ہندوستان میں مختلف ملی جلی شکلوں میں بولی اور سمجھی جاتی تھی اسے ترقی دے کر ایک زبان کا درجہ دیا اور اسے ہندوستانی کہا اور پھر اس جدید ہندوستانی زبان کا ایک نیا نثری ادب تخلیق کیا۔ یہ گلکرسٹ کا کارنامہ ہے۔ جس کے سامنے دوسرے مستشرقین کے کام کم اہمیت کے حامل ہیں[۳]۔ فورٹ ولیم کالج کے ہندوستانی شعبہ کے مصنفین میں گلکرسٹ کا نام سرفہرست ہے۔ وہ ڈاکٹر بن کر ہندوستان آئے اور یہاں کی زبان سیکھی کیونکہ اس کے بغیر وہ اپنے فرائض انجام نہیں دے سکتے تھے۔ بعد میں یہ فورٹ ولیم کالج کے قیام کا باعث بنا۔

فورٹ ولیم کالج کا قیام اردو ادب کی تاریخ کا ایک اہم واقعہ ہے۔ خاص طور پر یہ کالج اردو نثر کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ حالانکہ کالج انگریزوں کے سیاسی مفادات کے تحت قائم کیا گیا تھا۔ تاہم اس کالج نے اردو نثری ادب کی ترقی کی نئی راہیں کھولیں۔ فورٹ ولیم کالج ہندوستانی سرزمین کا پہلا مغربی طرز کا تعلیمی ادارہ تھا جو لارڈ ویلزلی کے حکم پر ۱۸۰۰ء میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کالج کا پس منظر یہ ہے کہ ۱۷۹۸ء میں جب لارڈ ویلزلی ہندوستان کے گورنر جنرل کے طور پر آئے تو یہاں کے انتظام کا جائزہ لینے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ انگلستان سے نئے ملازمین کمپنی کے مختلف شعبوں میں کام کرنے کے لیے یہاں آرہے ہیں۔ وہ منظم اور باقاعدہ تربیت کے بغیر اچھے کارکن نہیں بن سکتے۔ لارڈ ویلزلی کے مطابق ان ملازمین کی تربیت کے دو پہلو تھے، ایک ان نوجوان ملازمین کی ذہنی صلاحیتوں میں اضافہ کرنا اور دوسرا انہیں ہندوستانیوں کے مزاج اور ان کی زندگی کے مختلف شعبوں میں ان کی زبان اور رسم و رواج سے آشنا کرنا تھا۔ اس سے پہلے افسران کو زبان سیکھنے کا اعلان کیا گیا تھا لیکن اس کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا، اس لیے لارڈ ویلزلی جب گورنر جنرل بنے تو انہوں نے یہ ضروری سمجھا کہ اگر یہاں انگریزوں کی حکومت ہے تو کمپنی کے ملازمین کے لیے باقاعدہ تعلیم و تربیت کا بندوبست کیا جائے تاکہ وہ مقامی زبانوں اور ماحول سے واقف ہوں۔ ان وجوہات کی بنا پر ویلزلی نے کمپنی کے لیے کالج کے قیام کی تجویز پیش کی۔ کمپنی کے کئی عہدیداروں اور پادریوں نے اس کی حمایت کی۔

جان گلکرسٹ نے اس کالج میں چار سال خدمات انجام دیں اور ۱۸۰۴ء میں پنشن لے کر انگلینڈ چلے گئے۔ جہاں اورینٹل انسٹی ٹیوٹ میں اردو کے پروفیسر تعینات رہے۔ گلکرسٹ نے اردو زبان، مشہور شاعر مرزا محمد رفیع سودا کے اشعار اور اشعار سے سیکھی۔ اپنے چار سالہ قیام کے دوران انہوں نے درج ذیل کتابیں لکھیں۔

"A Dictionary: English and Hindoostanee" ان کی پہلی تصنیف ہے، اس لغت میں انگریزی الفاظ کے معانی اردو رسم الخط میں فراہم کیے گئے ہیں۔ اور اس میں ایسے اشاروں کا اضافہ کیا گیا ہے تاکہ قارئین کو الفاظ کے تلفظ میں زیادہ آسانی ہو۔ اردو ہندی اشعار لغت میں معنی کی وضاحت کے لیے رومن میں درج ہیں۔ "ہندستانی زبان کی گرامر" ان کی دوسری تصنیف ہے۔ یہ اردو گرامر کی بہترین کتاب ہے۔ "ہندوستانی دستورالعمل" میں فورٹ ولیم کالج کے مصنفین اور مدیران کے نثر کا انتخاب شامل ہے۔ "Oriental Tales" میں لقمان اور انگریزی، فارسی، برج بھاشا اور سنسکرت میں مترجم قصے اور کہانیاں شامل ہیں۔ ان کے علاوہ گلکرسٹ کی تصانیف میں "The Antijargonist" ،"The Oriental Linguist" ،"The Hindee-Roman Orthoepigraphical Ultimatum" ،"The Hindee-Arabic Mirror" اور "The Hindee Story Teller" وغیرہ شامل ہیں۔

جان گلکرسٹ کی کتاب *"The Hindoostanee Manual or Casket of India"* کی دو جلدیں بالترتیب ۱۸۰۲ء اور ۱۸۰۶ء میں شائع ہوئیں۔

اسے محمد عتیق صدیقی نے اردو شعر و نثر کا پہلا انتخاب قراد دیا ہے۔ وہ اس کتاب کا تعارف یوں کرواتے ہیں:

> "گل کرسٹ اس کتاب کا مصنف یا مولف نہیں بلکہ مرتب تھا۔ ہندوستانی منشی جو کالج سے وابستہ تھے ان کی زیر طبع کتابوں کے طویل اقتباسات اس میں درج کیے گئے تھے۔ اس کتاب کو "جدید ہندوستانی ادب" کا پہلا انتخاب کہنا غلط نہ ہوگا۔ جن کتابوں کے انتخابات اس میں شامل کیے گئے تھے، ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔
>
> ۱۔ میر عبداللہ مسکین کا مرثیہ ناگری لپی
>
> ۲۔ اخلاق ہندی بہادر علی حسینی ناگری لپی
>
> ۳۔ شکنتلا ناٹک کاظم علی جوان ناگری لپی
>
> ۴۔ سنگھاسن بتیسی کاظم علی جوان ناگری لپی
>
> ۵۔ بیتال پچیسی مظہر علی ولا ناگری لپی
>
> ۶۔ توتا کہانی بہادر علی حسینی فارسی رسم الخط

۷۔باغ و بہار میر امن فارسی رسم الخط

۸۔باغ اردو میر شیر علی افسوس فارسی رسم الخط[۴]

ہندوستانی (اردو) شعر و ادب کے انتخاب کے حوالے سے ایک اور اہم نام جان شیکسپیئر (۱۷۷۴ء-۱۸۵۸ء)[۵] کا ہے۔ جان شیکسپیئر ایک برطانوی مستشرق اور عالم تھے جو جنوبی ایشیائی زبانوں اور ثقافتوں پر اپنے کام کے لیے مشہور تھے۔ برطانوی نو آبادیاتی انتظامیہ اور مشرقی علوم کے تناظر میں ان کی خدمات نمایاں تھیں۔ اس کے علاوہ انھوں نے ہندوستانی انگریزی لغت اور گرامر بھی مرتب کی تھی۔ ان کی کتاب "منتخبات ہندی" دو حصوں میں شائع ہوئی۔ پہلی جلد ۱۸۱۷ء میں اور دوسری جلد ۱۸۱۸ء میں شائع ہوئی۔ انیسویں صدی کے پہلے نصف میں، پہلی جلد کی چار مزید اشاعتیں بالترتیب ۱۸۲۴ء، ۱۸۳۴ء، ۱۸۴۰ء اور ۱۸۴۶ء میں شائع ہوئیں۔ دوسری جلد کی مزید اشاعتیں ۱۸۲۵ء اور ۱۸۳۸ء میں اشاعت پذیر ہوئیں ان کے نزدیک اس انتخاب کا مقصد غیر ملکیوں کو ہندوستانیوں کے مزاج سے واقف کرانا ہے اور اس انتخاب کا انگریزی ترجمہ اور ہندوستانی (اردو) گرامر کا تجزیہ کرنا شامل ہے۔ انھوں نے عربی، ناگری اور رومن رسم الخط استعمال کیے ہیں۔ یہ مختلف انداز اور اسالیب کے حامل مصنفین کا انتخاب ہے۔ جان شیکسپیئر نے اس انتخاب کی دو جلدوں کا تعارف یوں کروایا ہے:

"The selection in the first volume is made from different authors ; so that variety of style is exhibited in a small compass : but, the latter part of the impression in the Arabic character, which comprises a description of some of the most important productions of India, as well as of the sciences, religious sects and manners of the Hindus, by Sher Ali Afsos, is preferred on account both of the elegance of the language, and of the correct, interesting information it contains : and, the second volume is intended to comprise a general description of the various provinces and most remarkable places of that country by the same author."6

پہلی جلد کی پہلی اشاعت میں ۱۸۱۷ء میں ۴۷ نقلیں شامل کی گئیں، دوسری اشاعت ۱۸۲۴ء، تیسری اشاعت ۱۸۳۴ء اور چوتھی اشاعت ۱۸۴۰ء نقل کی تعداد کم کر کے ۲۶ کر دی گئی۔ اس کے بعد اردو مکالموں کا عربی رسم الخط اور انگریزی زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ مختلف طبقات کے حالات (احوال) کو دریافت کرنے کے لیے، نمائندہ طبقے کے مترادفات شامل کیے گئے ہیں۔ اس انتخاب میں مختلف قسم کے مکالموں میں، آقا اور نوکر کے درمیان گفتگو، افسر اور منشی (استاد) کے درمیان، اردو قواعد، علم عروض کی اصطلاحات کے موضوع پر گفتگو (کلیات سودا کا ذکر بھی ہے) شامل ہیں۔ اس کے بعد شیر علی افسوس کی کتاب "آرائش محفل" میں سے "خلاصۃ الہند" کے مضمون کو شامل کیا گیا ہے۔ ہندوستان کے شہر، موسم بہار و برسات، پھلوں، پھولوں، گھوڑوں، ارنا بھینسا، گجراتی بیل گاڑی، گھڑیال، علم و ادب، فقیر و درویش، لشکر اور عورتوں کے اوصاف پیش کیے گئے ہیں۔

"منتخبات ہندی" کی دوسری جلد میں عربی اور ناگری رسم الخط میں شاعری اور نثر دونوں کا انتخاب دیا گیا ہے۔ اردو انتخاب ۲۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس انتخاب میں شیر علی افسوس کی کتاب "آرائش محفل" سے ہندوستان کے مختلف صوبوں اور ان کے اہم

شہروں کا جغرافیہ، تاریخ، تعمیرات، دریا، دکانات، اہل حرفہ، فنون لطیفہ، لباس، زیورات، عادات و اطوار، ذرائع آمدورفت، باغات، موسم، مساجد، مزارات، کا ذکر ملتا ہے۔ جن صوبوں کا تعارف منتخب کیا گیا ہے ان میں شاہجہاں آباد، اکبر آباد، الہ آباد، اودھ، عظیم آباد عرف پٹنہ، بنگالہ، اڑیسہ، برار، خاندیس، مالوا، اجمیر، گجرات، ٹھٹھہ، ملتان، لاہور، کشمیر اور کابل شامل ہیں۔ اس کے بعد "مثنوی سحر البیان" میں سے دس اشعار کو منتخب کیا گیا ہے۔ میر حسن کی "مثنوی سحر البیان" سے دس اشعار (تعریف سخن کی) منتخب کیے گئے ہیں اور اس انتخاب کے آخری دو شعر یہ ہیں:

سخن کا سدا اگرم بازار ہے
سخن سنج اس کا خریدار ہے
رہے جب تلک داستان سخن
الٰہی رہے قدر دان سخن[۷]

میر تقی میر کی مثنوی "تنبیہ الجہال" میں سے بتیس اشعار دیے گئے ہیں۔ انتالیس اشعار پر مبنی حکایت کے بعد مرزا رفیع سودا کی 'مرزا فاخر مکیں کی ہجو' شامل کی گئی ہے۔ آخر پہ نمونے کے آٹھ مکتوب دیے گئے ہیں۔ اس جلد کی دوسری اشاعت ۱۸۲۵ء میں ہوئی اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔

ولیم پرائس (۱۷۸۰ء-۱۸۳۰ء) کو فارس (ایران) میں سر جارج اوسلے کے سفارت خانے کا اسسٹنٹ سیکرٹری اور مترجم مقرر کیا گیا تھا جس نے ۱۸۱۱ء سے ۱۸۱۲ء تک وہاں کا سفر کیا۔ اس نے اپنے گھر میں ایک پرائیویٹ پرنٹنگ پریس قائم کیا، اور رائل ایشیاٹک سوسائٹی آف لندن اور ایشیاٹک سوسائٹی آف کلکتہ کے ممبر بن گئے[۸]۔ ان کے اہم کام یہ ہیں:

۱۔ *A Grammar of the Three Principal Oriental Languages, Hindoostanee, Persian, and Arabic,* ۱۸۲۳ء

۲۔ *A new Grammar of the Hindoostanee Language.* ۱۸۲۸ء

۳۔ *Husn o Dill, or Beauty and Heart: an Allegory, Persian and English*, translated by Price, London, ۱۸۲۸ء

ڈبلیو پرائس کی '''*Hindee and Hindoostanee Selections*'' ۱۸۳۰ء میں دو جلدوں میں شائع ہوئی۔ جلد اول میں میر بہادر علی حسینی کی

اخلاق ہندی، شکنتلا ناٹک، ۵۳ حکایات، ۷۰ غزلیات بہ عنوان "منتخبات غزلیات شعرائے ہند"، مزید ۷۰ غزلیات بہ عنوان "سرود ہائے مروجہ ریختہ" شامل کیے گئے ہیں۔ جلد دوم میں "باغ و بہار "از میر امن میں سے "سیر دوسرے درویش کی"، "انتخاب گل بکاولی کا"، آرائش محفل از حیدر بخش حیدری کا انتخاب، شامل کیا گیا ہے۔ انتخابات کے صفحات کی تعداد ۱۳۲ ہے۔

James Robert Ballantyne جیمز رابرٹ بالنٹائن (۱۸۱۳ء-۱۸۶۴ء) ایڈنبرا میں سکاٹش نیول اینڈ ملٹری اکیڈمی میں معلم تھے، ۱۸۳۲ء سے ۱۸۴۵ء تک ایسٹ انڈیا کمپنی کے ممکنہ افسران کو فارسی ہندی اور عربی پڑھاتے تھے۔ وہ وارنسی میں سنسکرت کالج کے سپرنٹنڈنٹ بھی رہے۔ وہ ۱۸۶۱ء میں واپس انگلستان گئے اور انڈیا آفس میں لائبریرین تعینات ہوئے۔[۹]۔ ان کے کام درج ذیل ہیں:

1.*Hindustani Grammar and Exercises*, ۱۸۳۸ء

2.*Mahratta Grammar*, ۱۸۳۹ء

3.*Elements of Hindu and Braj-Bhaka Grammar*, ۱۸۳۹ء

4.*Hindustani Selections*, ۱۸۴۰ء

5.*Pocket Guide to Hindustani Conversation*, 4th ed. ۱۸۴۱ء

6.,*Persian Calligraphy*, 2nd ed. ۱۸۴۲ء

7.*Practical Oriental Interpreter*, ۱۸۴۳ء

8.*Catechism of Sanskrit Grammar*, 2nd ed. ۱۸۴۵ء

9. ,*A Synopsis of Science from the Stand-point of the Nyáya Philosophy*, ۱۸۵۲ء

10. *Christianity Contrasted with Indian Philosophy*, ۱۸۵۹ء

11. *First Lessons in Sanskrit Grammar*, 3rd ed. ۱۸۶۲ء

بلنٹائن کا انتخاب *Hindustani Selections in the Naskhi and Devnagri Characters with Vocabulary''* کے عنوان ۱۸۴۰ء

میں شائع ہوا۔ یہ کتاب ۸۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ فرہنگ اردو الفاظ سے انگریزی الفاظ میں بنائی گئی ہے۔ تئیس حکایات کو نسخ اور ناگری رسم الخط میں الگ الگ لکھا گیا ہے۔ نسخ رسم الخط میں لکھی گئی حکایات بیس صفحات میں درج ہیں۔ ان حکایات کا انگریزی ترجمہ اور قواعدی تجزیہ بھی کیا گیا ہے۔ البتہ کوئی دیباچہ شامل نہیں۔ اس انتخاب کی دوسری اشاعت ۱۸۴۵ء میں ہوئی۔ اس اشاعت میں بہت سے حذف و اضافے کیے گئے ہیں۔ حکایات کی تعداد پچیس کر دی گئی۔ اس کے علاوہ داستان "خرد افروز" کے پانچویں باب کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ چار نمونے کے خطوط بھی نسخ رسم الخط میں پیش کیے گئے ہیں۔ مذکورہ متن ناگری اور رومن رسم الخط میں بھی دیا گیا ہے۔ الگ سے اردو سے انگریزی فرہنگ بھی بنائی گئی ہے۔

گارساں دتاسی (۱۷۹۴ء-۱۸۷۸ء) مارسیل میں تاجروں کے ایک خاندان میں پیدا ہوئے۔انھوں نے مصر سے اپنے والد کے کاروباری شراکت داروں سے ملنے کے بعد ۲۰ سال کی عمر میں عربی سیکھنا شروع کی۔وہ ۱۸۱۷ء میں پیرس چلے گئے۔جہاں سلویسٹر ڈی سیسی کے تحت مشرقی زبانوں کی تعلیم حاصل کی اور انھیں اسکول فارلونگ اور ینٹل لینگویجز میں انڈولوجی کی پروفیسرشپ سے نوازا گیا۔۱۸۳۸ء میں وہ ایشاٹک سوسائٹی کے بانی بھی بنے۔[۱۰]

Chrestomatie Hindustani ''انتخاب تصانیف ہندوستانی: اردو دکنی ان کی تصنیف ہے جو ۱۸۴۷ء میں پیرس میں شائع ہوئی تھی۔ یہ انتخاب نسخ رسم الخط میں پیش کیا گیا ہے۔نثری انتخاب میں دس نقلیات،داستان:"قصہ بادشاہ زادہ و گل انداز"،سورہ یوسف کا اردو ترجمہ،بہادر علی حسینی کی کتاب "تاریخ آسام" میں سے "ذکر آسام دیس کی اکثر خواص اور اس کی لمبائی"،لطف علی ولا کی کتاب "تاریخ شیر شاہی" میں سے "ذکر شیر خان کے تولد ہونے کا اور جو کچھ اس کے باپ کے مرجانے تک گزرے حالات" کا انتخاب شامل ہے۔شعری انتخاب میں دکنی مثنویاں "قصہ مہر وماہ" اور "قصہ ماہ منور و شمشاد بانو" اور "بارہ ماسہ" شامل کیا گیا ہے۔

اس کتاب کا ایک حصہ فادر تھیوڈور اور دوسرا حصہ فادر برٹرینڈ کا ہے۔برٹرینڈ نے پوری کتاب کی تدوین بھی کی۔انہوں نے یہ بھی بتایا کہ" کتاب میں شامل دس کہانیاں غیر مطبوعہ ہیں۔دتاسی کو قرآن پاک کے مترجم کا نام دیا گیا ہے حالانکہ متن نہیں لکھا گیا ہے۔تاہم یہ ترجمہ شاہ عبدالقادر کا ہے جسے کلکتہ سے سید احمد شہید نے شائع کیا تھا۔شاعری اور نثر کے حوالے شمالی اور جنوبی دونوں زبانوں سے ہیں۔لغت میں الفاظ کا فرانسیسی ترجمہ بھی فراہم کیا گیا ہے۔الفاظ کی اصلیت بھی بیان کی گئی ہے۔انتخاب میں تاریخ، فن تعمیر اور داستان کا موضوع پیش کیا گیا ہے۔[۱۱]

دیگر کتب میں شامل انتخابات

مستشرقین میں جون گل کرسٹ کا نام،اردو کی خدمات کے حوالے سے اولیت کا درجہ رکھتی ہے۔انھوں نے بہت سی کتب میں ہندوستانی (رومن یا عربی رسم الخط میں بہ طور نمونہ The Oriental Linguist اردو) انتخابات کا پہلا ایڈیشن ۱۷۹۸ء میں سامنے آیا۔اس کے پیش کیے ہیں۔ان کی

سرورق پہ سودا کے اشعار بھی رومن میں درج کیے گئے ہیں۔

''Sooton kee neend men kurne ko khulul ja,oonga
Nootq kuhta hy mera aaj yih hur natiq se

Ankur hont,h ub,hee tootee ke mulja,oonga'['۱۲]

کتاب کے تعارف میں اردو زبان کے ارتقا کا خاکہ پیش کیا گیا ہے۔اس کے بعد انگریزی اردو،اور اردو انگریزی لغت دی گئی ہے۔تین مختصر ہندوستانی کہانیاں رومن رسم الخط اور انگریزی ترجمے کے ساتھ دی گئی ہیں۔شاعری کے انتخاب بالترتیب میر درد کی ایک غزل،میرزا

سودا کی سات غزلیات اور قطعات اور ولی دکنی کی ایک غزل کا انتخاب دیا گیا ہے۔ ۱۸۰۰ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب کے آخر پہ آصف الدولہ کا ایک سانیٹ، مرزا رفیع سودا کی ایک اور ولی دکنی کی دو غزلیات رومن رسم الخط اور انگریزی ترجمہ کے ساتھ شامل کی گئی ہے۔

The Anti-Jargonist،Dialogues, English and Hindoostanee میں شکنتلا ناٹک رومن رسم الخط میں پیش کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے سرورق پہ بھی رفیع سودا کا ایک شعر رومن میں درج کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۸۰۲ء، دوسرا ۱۸۰۹ء، تیسرا ۱۸۲۰ء اور چوتھا ۱۸۲۶ء میں شائع ہوا۔ رفیع سودا کی ایک نظم رومن میں ریکارڈ کی گئی ہے۔

''Muen huzrut i Suoda ko soona bolte yaro!
Ullah hee Ullah ki kya nuzm o buyan hue''

یہ ''شہر آشوب'' کا دوسرا شعر ہے۔ ڈاکٹر محمد حسن کی منتخب کلیات سودا میں اسی طرح درج ہے، لیکن ڈاکٹر امرت لال عشرت کی مدونہ کلیات سودا میں اس سے مختلف ہے، اس طرح درج ہے: 'اللہ رب العزت ارے کیا نظم بیان ہا'۔[۱۳]

The Strangers East Indian Guide to the Hindoostanee ۱۸۰۲ء میں شائع ہوئی۔ اس میں مکالمات رومن میں دیے گئے۔

اس کے بعد مشق کے طور پر نثری انتخاب میں گیارہ اردو نقلیات رومن اور انگریزی میں درج ہیں اور شعری انتخاب میں پانچ غزلیات بالترتیب مرزا کاظم علی جوان، مرزا علی لطف، ولی دکنی، میر شیر علی افسوس، میر امن لطف کی ایک ایک غزل شامل ہے۔

جون گلکرسٹ کے ولی دکنی کی غزل کے رومن اندراج اور اس کے انگریزی ترجمہ کا نمونہ دیکھیے۔

''1.Mut atishi ghuflut son mere dil ko jula ja,
Mooshtaq durus ka hoon took ek durus dik, ha ja.
2. Be ruhm nuho ghoossu nu kur bat merce soon,
Durta nuheen ek bat kee suo bat soona ja.
1.Don't fire of neglect with my heart inflame go,
Expectant fight of am, pray one fight thow go.
2 . Without mercy not be, anger not make, word my hear,
Afraid not one word of, hundred words tell go,''[۱۴]

The Hindee Story Teller ۱۸۰۲ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں ایک سو آٹھ اردو نقلیات، عربی، ناگری اور رومن رسم الخط میں درج کی گئی ہیں۔ اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۸۰۶ء میں شائع ہوا۔

The Oriental Fabulist ۱۸۰۳ء میں شائع ہوئی۔ اس میں انگریزی زبان کی حکایات کا ہندوستانی، فارسی، عربی، برج بھاشا اور بنگالی زبان میں

ترجمہ رومن رسم الخط کی صورت سامنے آیا ہے۔ نقلیات کی تعداد ۵۴ ہے۔

ان کی The Hindee-Roman Orthoepligraphical Ultimatum کے نام سے شائع ہوئی۔ اس میں نقلیات کی تعداد

ایک اور کتاب

ایک سو ہے۔ البتہ یہ نقلیات وہی ہیں جو ان کی کتاب The Hindee Story Teller میں بھی موجود ہیں۔ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن

۱۸۰۴ء

اور دوسرا ایڈیشن ۱۸۲۰ء میں شائع ہوا۔

The British Indian Monitor (۱۸۰۶ء) میں نو آموز کے لیے مشقیں دی گئی ہیں۔ چودہ مشقیں ہندوستانی زبان کی مختلف حکایات اور ایک ولی کی

غزل:

"Khoobroo khoob kam kurte huen
Yek niguh men ghoolam kurte huen
Kholte huen jub upnee zulfan ko
Soobuh sadiq KO sham kurte huen [۱۵]

یہ اشعار احسن مارہروی اور نور الحسن ہاشمی کے مرتب کردہ کلیات میں مختلف ہیں۔ یہ مندرجہ ذیل ہے

کھولتے ہیں جب اپنی زلفاں کوں

صبح عاشق کوں شام کرتے ہیں [۱۶]

ایک آصف الدولہ کا سانیٹ، سودا کی دو غزلیات "غیر کے پاس یہ اپنا گماں ہے کہ نہیں؟""باتیں کدھر گئیں وہ تیری بھولی بھالیاں؟"، مرزا کاظم علی جوان اور میر امن لطف کی ایک ایک غزل، رومن رسم الخط میں اور انگریزی ادبی اور آزاد ترجمے کے ساتھ درج کی گئی ہیں۔ جون گلکرسٹ نے زبان سیکھنے کے مراحل میں مشقوں کی اہمیت کو دیباچے میں بھی واضح کیا ہے۔

"There are two modes of beginning to learn a language, the theoretic and practical, but in my opinion, each has its peculiar advantages. Men advanced in life who have many other pursuits, and at the same time are general grammarians, ought at once to have recourse to practice, and from it revert progressively to the theory of the language, with much less trouble than they otherwise could do. On the contrary, young people, or those who are not versed in the principles of general grammar, should invariably commence with the elementary rules, and finish with practice. Analogous to these general methods, we may also enumerate two, for the study of the oriental tongues in particular, with the greatest chance of ultimate success.[۱۷]"

ڈبلیو ییٹس W. Yates(۱۷۹۲ء-۱۸۴۵) ایک انگریز بپٹسٹ مشنری اور مستشرق تھا۔ اس نے بنگالی میں بائبل کا ترجمہ تخلیق کیا اور سنسکرت گرامر بھی لکھا۔ ان کی کی کتاب Introduction to The Hindustanee Language ۱۸۲۷ء میں شائع ہوئی۔ اس کا تیسرا حصہ پڑھنے کے اسباق پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں ۳۵ تمثیلیں، ۵۳ کہانیاں اور ۲۰ نقلیں اور انسانوں اور حیوانوں کے درمیان مباحث ہیں، جو فارسی رسم الخط میں دیے گئے

ہیں۔ کہانیاں اور نقلیں (نقلیات) گلکرسٹ کے 'ہندی کہانی سنانے والے "حفیظ الدین احمد کی داستان "خرد افروز"' اور انسانوں اور جانوروں کی بحث 'اخوان الصفا' سے لی گئی ہے۔ وہ دیباچے میں اس حصے کے انتخاب کی وضاحت اور جوازیوں پیش کرتے ہیں۔

"Care has been taken that all the reading lessons should be pure Hindoostanee, without that admixture of Sanskrit words, which is sometimes admitted; and the chapters have been so arranged, as to rise one above another in difficulty so that, after being perfectly master of these, the student will be able to proceed to any other work in Hindoostanee.[۱۸]"

گرائمر اور لغات کی کتب میں شامل انتخابات

جارج ہیڈلی George Hadley ایسٹ انڈیا کمپنی کا ایک انگریز فوجی افسر تھا، جو ۱۷۶۳ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی سروس میں کیڈٹ مقرر ہوئے، اور اسی سال ۱۹ جون کو بنگال پریزیڈنسی میں اپنا پہلا کمیشن حاصل کیا۔ وہ ۵ فروری ۱۷۶۴ء کو لیفٹیننٹ اور ۲۶ جولائی ۱۷۶۰ء کو کپتان بنے۔ وہ ۴ دسمبر ۱۷۷۱ء کو سروس سے ریٹائر ہوئے۔ وہ انگلینڈ واپس آئے،۔ وہ ولیم پرائس کے معاون تھے، [۱۹]۔ وہ ہندوستانی پر اپنے ابتدائی کام کے لیے ایک مستشرق کے طور پر جانا جاتے تھے۔ ہیڈلی نے ۱۷۶۵ء میں ایک گرامر لکھا۔ اس کے مخطوطہ کی ایک کاپی ۱۷۷۰ء میں لندن میں شائع ہوئی۔ پھر ہیڈلی نے ایک تصحیح شدہ ایڈیشن پر کام کیا، جو گرامیٹک ریمارکس (۱۷۷۲ء) کے نام سے شائع ہوا۔

۱۷۷۴ء میں جارج ہیڈلی کی کتاب "Grammatical Remarks on the Practical and Current Dialect" شائع ہوئی۔ ہیڈلی کی گرائمر کا مقصد بنگال میں موجودہ برطانوی ضروریات کو مد نظر رکھنا تھا، تاکہ ہندوستانیوں کو کسی منشی کی ثالثی کے بغیر ان کے لیے کام کرایا جائے۔ اس کا مواد، فقرے کی کتاب کے طور پر، اس وقت کی معیشت اور سماجی آب و ہوا کی عکاسی کرتا ہے۔ ہیڈلی نے درست طریقے سے ہندوستانی کو فارسی کی بولی کے بجائے اپنی زبان کے طور پر شناخت کیا۔ کتاب کا تیسرا ایڈیشن ۱۷۸۴ء میں شائع ہوا۔ اس اشاعت کے صفحات ۱۰۵ تا ۱۹۰ روزانہ مکالمے، فوجی مکالمے، ایک گانا، ایک نظم، اور ایک عربی حکایت انگریزی اور ہندوستانی (اردو) پر مشتمل ہے۔ اردو متن کے لیے رومن رسم الخط استعمال ہوا ہے۔ اسی کتاب کے پانچویں ایڈیشن (۱۸۰۱ء) میں بھی ترمیم اور اضافہ کیا گیا۔ اس کا تبدیل شدہ عنوان ہے "ایک جامع گرامر A Compendious Grammar"۔ S. Rousseau نے اس کا تعارف لکھا۔ اس ایڈیشن میں، غزلیں اور ہجو کو حذف کر دیا گیا تھا اور ایک فارسی کہانی شامل کی گئی تھی۔ جان گلکرسٹ کی "ہندوستانی زبان کی گرامر" ۱۷۹۶ء

میں شائع ہوئی۔ اس کتاب کے سرورق پر رفیع سودا کے دو اشعار، نسخ اور رومن میں درج کیے گئے ہیں۔ ہندوستانی اشعار کے انتخاب میں :سودا اور یقین کی دو غزلیں، مسکین کا مرثیہ، ولی دکنی کا ساقی نامہ، بارہ ماسہ، سودا کے ڈاکٹر غوث اور دہلی پولیس کی ہجو، کام روپ اور پدماوت کے انتخاب کے علاوہ مثالوں کے ساتھ ساتھ گرامر کے اصول بھی شامل کیے ہیں۔ شعراء کی تعداد اور ان کے اشعار کا جدول پیش کیا جا رہا ہے۔ جس سے مستشرقین کی ہندوستانی شاعری سے دلچسپی اور شعرا کی مقبولیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

شاعر	اشعار کی تعداد	شاعر	اشعار کی تعداد
آصف الدولہ	۰۲	مرزا رفیع سودا	۷۰
خوش دل	۰۲	میر سوز	۱۵
تاباں	۰۲	فغاں	۱۳
مظہر جان جاناں	۰۲	میر درد	۱۲
روشن جوشش	۰۲	میر حسن	۱۲
بقا02	۰۲	ولی دکنی	۱۲
آبرو01	۰۱	یقین	۱۳
ناجی	۰۱	فیض	۰۹
مشتاق	۰۱	ملول	۰۸
بحری	۰۱	عسکری عیش	۰۷
نواب مرزا	۰۱	شہید	۰۵
رکن الدین عشق	۰۱	ضیا	۰۳
شاہ عالم	۰۱	دردمند	۰۲
قائم	۰۱	میر تقی میر	۰۲
ہدایت	۰۱	حاتم	۰۲

ولیم ہنٹر William Hunter(۱۷۵۵ء-۱۸۱۲ء) مونٹروز میں پیدا ہوئے تھے۔ انھوں نے اپنے کیریئر کا آغاز مکینیکل کنٹریوینسز سے کیا، چار سال تک ایک سرجن کے پاس اپرنٹس کے طور پر خدمات انجام دینے کے بعد، مشرقی ہندوستان کے ایک شہر میں ڈاکٹر بن گئے۔

لیکن، ۱۷۸۱ء میں ہندوستان پہنچنے پر، کمپنی کی خدمت میں منتقل کر دیا گیا۔ جولائی ۱۷۸۲ء میں وہ میڈیکل آفیسر تھے۔ ہنٹر ٦ اپریل ۱۷۸۳ء کو بنگال میں کمپنی کی خدمت میں ایک اسسٹنٹ سرجن تھے، ۲۱ اکتوبر ۱۷۹۴ء کو ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کے سیکرٹری کے طور پر کام شروع کیا۔ ۱۸۰۱ء میں فورٹ ولیم کالج کی بنیاد پر ہنٹر کو فارسی اور ہندوستانی میں باقاعدہ ممتحن مقرر کیا گیا[۲۰]۔ انھوں نے اپنی معیاری ہندستانی اور انگریزی لغت دو جلدوں میں کلکتہ میں شائع کی۔ یہ کام کیپٹن جوزف ٹیلر کے نجی استعمال کے لیے تیار کردہ الفاظ پر مبنی تھا۔ کچھ سالوں سے ہنٹر ترجمے کے ساتھ فارسی اور ہندستانی میں محاورات کا مجموعہ بنانے میں مصروف تھے۔ یہ کام ان کی موت پر ادھورا رہ گیا تھا اور اسے ان کے دوست کیپٹن روبک اور ہوریس ہیمن ولسن نے ۱۸۲۴ء میں مکمل کر کے شائع کیا تھا۔

ایک لغت؛ ہندستانی اور انگریزی" از ڈبلیو ہنٹر ۱۸۰۸ء میں شائع ہوئی۔ اس کی دو جلدیں ہیں۔ پہلی جلد ۷۴۴ صفحات اور 'الف' سے 'خ' تک کے الفاظ پر مبنی ہے۔ دوسری جلد ۸۴۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ دونوں جلدوں میں مختلف الفاظ اور محاورات کی وضاحت کے لیے شعرا کے اشعار کا اہتمام نسخ اور رومن رسم الخط میں کیا گیا ہے۔ اور اشعار کو نسخ اور رومن رسم الخط میں ترتیب دیا گیا ہے۔ اشعار کے ساتھ شاعر کا نام بھی درج ہے۔ دونوں جلدوں میں شاعروں کے منتخب کردہ اشعار کی تعداد کے جدول سے ان کی شہرت اور ہندوستانی شعری منظرنامے کا اندازہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

شاعر	اشعار کی تعداد	شاعر	اشعار کی تعداد
گنا بیگم تمنا	۰۲	میر تقی میر	۱۱۹
عبدالولی عزلت	۰۲	مرزا جان طپش	۴۷
شاہ حاتم	۰۲	مرزا رفیع سودا	۳٦
انشاءاللہ خاں انشاء	۰۲	میر حسن	۲۷
میر اثر	۰۱	ہدایت	۱۹
جعفر علی حسرت	۰۱	شیر علی افسوس	۱۵
خان آرزو	۰۱	میر درد	۱۴
فضل علی	۰۱	میر سجاد	۱۴
میر عبداللہ تجرد	۰۱	میر سوز	۱۱
مرزا مغل سبقت	۰۱	مرزا فدوی لاہوری	۰۵

رازق علی آشفتہ	۰۱	ناجی	۰۴
محسن	۰۱	علی نقی محشر	۰۴
شہباز محبت	۰۱	یک رنگ	۰۴
بابر علی پریشان	۰۱	قائم	۰۴
نور علی نالاں	۰۱	جرات	۰۳
فرزند علی	۰۱	میرزاالف بیگ فرصت	۰۳
احسن اللہ بیان	۰۱	شرف الدین مضمون	۰۳
قیام	۰۱	ولی	۰۲
آبرو	۰۱	مصحفی	۰۲
محمد عابد دل	۰۱	میر حیدر علی حیران	۰۲
شاہ وحید تنہا	۰۱	بقا	۰۲

جوزف ٹیلر اپنی لغت میں الفاظ و محاورات کی وضاحت اردو اشعار کی مثال کے نسخ، رومن رسم الخط کے ساتھ انگریزی ترجمہ میں سمجھاتے ہیں۔ نمونہ دیکھیے:

'' ankhen آنکھیں نیلی پیلی کرنی neeli peelee kurnee, To change the colour of the face from excels of anger. Joor,ut says ; — روز انکھیں نیلی پیلی کر جتاتا ہے وہ شوخ

بزم میں تو چشم حسرت سے دیکھا کر ہمیں

Roz ankhen neelee peelee kur jutata hue wooh shokh; buzm men too chushmi husrut se nu dekha kur humen. That wanton person every day with a face inflamed by rage, admonishes thus, " Do not thou in the convivial meetings, cast on me a look of desire.''

[۲۱]

جون شیکسپئیر کی Grammar of the Hindustani Language ۱۸۱۳ء میں شائع ہوئی۔ اس میں ایک کہانی ناگری اور فارسی رسم الخط میں دی گئی ہے اور اس کا انگریزی ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔ سرورق پہ سخن کی سربلندی کے حوالے سے سحر البیان میں سے ایک شعر بھی دیا گیا ہے۔ ان

کی دوسری گرائمر The Hindustani Language comprising A Grammar، ۱۸۴۵ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب

کے چوتھے حصے میں ۷ انقلیات (فارسی اور ناگری رسم الخط میں)، کو انگریزی ترجمے اور قواعدی تجزیے کے ساتھ درج کیا گیا ہے۔ ہندوستان کے بارے معلومات پر مبنی مکالمہ "مرآت الاقالیم "(سکول بک سوسائٹی، کلکتہ، ۱۸۳۶ء) سے منتخب کیا گیا ہے۔

ولیم پرائس کی گرائمر A new Grammar of the Hindoostanee Language to which are added selections

۱۸۲۸ء میں شائع ہوئی۔ یہ کتاب ۹۶ صفحات پر مبنی ہے۔ انتخاب ۴۲ صفحات میں پیش کیا گیا ہے۔ مثنوی بہرام ہفت حکایت (نظامی کی ہفت پیکر سے اخذ و ترجمہ)، ولی دکنی کی دو غزلیات (فارسی رسم الخط میں) جب کہ طوطی نامہ (فارسی) سے سات نقلیات، گلستان سعدی سے ابیات، قطعات اور اشعار، فارسی، اردو اور انگریزی میں دیے گئے ہیں۔

یہ نتیجہ واضح ہوتا ہے کہ مستشرقین نے ہندستانی شاعری اور نثر کو مغربی دنیا کو روشناس کرانے میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کے تراجم اور تجزیے نے نئے سامعین کو ایک بھرپور ادبی روایت متعارف کرائی، حالانکہ ان کا کام بین الثقافتی اسکالرشپ کی پیچیدگیوں اور چیلنجوں کی بھی عکاسی کرتا ہے۔ مستشرقین نے مختلف ہندوستانی زبانوں اور ان کے ادب کو اپنے اپنے انداز میں سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ ادب کی تفہیم میں ان انتخابوں کے ذریعے سیاسی مصلحت اور تہذیبی تقاضوں کے نقوش سامنے آئے ہیں۔ مستشرقین کی یہ کاوشیں قابل قدر ہیں کہ انہیں ایک غیر ملک کے ادب اور اس کے ثقافتی سرمائے سے اتنی دلچسپی تھی۔ ان مستشرقین میں کچھ ایسے علماء بھی تھے جنہوں نے محسوس کیا کہ بہتر نظم و نسق اور حکومت کے لیے محکوم قوم کی عادات، ثقافت اور رسم و رواج سے واقف ہونا بہت ضروری ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے انھوں نے ادب کے بھرپور نمونے اکٹھے کیے اور مرتب کیے۔

منتخبات ہندی
ہندی زبان کی طالبوں کی فائدے کی واسطے
انتخاب کیا ہوا
جان شیکسپیر کا
سنہ ایک ہزار آٹھ سی اٹھارہ عیسوی میں
مطابق سنہ بارہ سی تینتیس ہجری کی
دوسری جلد
LONDON:
Printed by COX and BAYLIS, 75, Great Queen Street,
Lincoln's-Inn-Fields.
1818.

منتخبات ہندی
ہندی زبان کی طالبوں کی فائدے کی واسطے
انتخاب کیا ہوا
جان شیکسپیر کا
سنہ ایک ہزار آٹھ سی چوبیس عیسوی میں
مطابق سنہ بارہ سی انتالیس ہجری کی
سر نو سی چھاپا گیا
پہلی جلد
LONDON:
Printed by COX and BAYLIS, 75, Great Queen Street,
Lincoln's-Inn-Fields.
1824.

HINDUSTANI SELECTIONS

IN THE

NASKHI AND DEVANAGARI CHARACTER.

WITH A

VOCABULARY OF THE WORDS.

PREPARED FOR THE USE OF THE

SCOTTISH NAVAL AND MILITARY ACADEMY

BY

JAMES R. BALLANTYNE.

انتخاب

تصانیف ہندوستانی

اردو ودکھنی

CHRESTOMATHIE

HINDOUSTANI

(URDÛ ET DAKHNÎ)

A L'USAGE

DES ÉLÈVES DE L'ÉCOLE ROYALE ET SPÉCIALE DES LANGUES ORIENTALES VIVANTES.

PARIS

IMPRIMERIE ORIENTALE DE Mme Ve DONDEY-DUPRÉ,

1847

HINDEE AND HINDOOSTANEE

Selections;

To which are Prefixed

The Rudiments of

Hindoostanee and Braj Bhakha

GRAMMAR

also

Prem Sagur with Vocabulary.

Originally Compiled for the use of the Interpreter

TO

Native Corps of the Bengal Army

SECOND EDITION

In Two Volumes.

VOL I.

Calcutta

Printed and Published at the

Asiatic Lith. Compy's Press

1830.

حوالہ جات

۱۔ محی الدین قادری زور، گارساں دتاسی اور اس کے ہم عصر بہی خوان اردو(حیدر آباد دکن:اعظم سٹیم پریز،۱۹۴۲ء، طبع دوم)ص۹۱

۲۔ مزید معلومات کے لیے دیکھیے:

i. Sujit.Mukherjee, A Dictionary of Indian Literature: Beginnings-1850 Hyderabad, 1999

pp: 113-114
*ii.*Schimmel, Annemarie. *Classical Urdu Literature from the Beginning to Iqbal* Wiesbaden, 1975, pp:
155-159;
iii . Powell, Avril .Ann. *Muslims and Missionaries in Pre-Mutiny India* London, 1993,pp:
, 90-100
iv. Sen, Sailendra .Nath. *Textbook of Indian History and Culture*. New Delhi, 2007
pp: 270-274

۳۔ محمد عتیق صدیقی، گلکرسٹ اور اس کا عہد (علی گڑھ: انجمن ترقی اردو، ۱۹۶۰ء) ص ۳۶

۴۔ ایضا، ص ۱۹۰/ ۱۹۱، نیز سمیع اللہ، فورٹ ولیم کالج، ایک مطالعہ (فیض آباد: نشاط آفسٹ پریس، ۱۹۸۹ء) ص ۱۰۹

5. Sidney, '*Dictionary of National Biography', 345-346;*
& Bhatia, '*A History of the Hindi Grammatical Tradition', 88*

٦۔ جان شیکسپئیر، منتخبات ہندی (لندن: کاکس اینڈ بیلز، ۱۸۱۷ء جلد اول) ص vi

۷۔ جان شیکسپئیر، منتخبات ہندی (لندن: کاکس اینڈ بیلز، ۱۸۱۷ء جلد دوم)

8. *Lee, Sidney, ed. Dictionary of National Biography. Vol. 30. London, 1892*
9. *Lee, Sidney, ed. Dictionary of National Biography. Vol. 51. London, 1897*

۱۰۔ ثریا حسین، گارسیں دتاسی: اردو خدمات اور علمی کارنامے (لکھنؤ: اتر پردیش اردو اکیڈمی، ۱۹۸۴ء) ص ۱۱٦

۱۱۔ ایضا، ص ۱۱۷

12. Gilchrist.John.*The Oriental Linguist*. Calcutta, 1798

۱۳۔ امرت لعل کی مرتبہ کلیات سودا (الہ آباد: لیتھو گرافر، ۱۹۷۱ء)، محمد حسن کی مرتبہ کلیات سودا (نئی دہلی: ترقی اردو بیورو، ۱۹۸۵ء)

14. Gilchrist,' *the Strangers East Indian Guide to the Hindoostanee', 137-138*
15. Gilchrist, '*The British Indian Monitor'*, 308-309

۱٦۔ احسن مارہروی (مرتب)، کلیات ولی (حیدر آباد دکن: انجمن اردو پریس، ۱۹۲۷) ص ۱۰۹، اور نور الحسن ہاشمی (مرتب) کلیات ولی (لکھنؤ: اردو اکادمی، ۱۹۸۹ء) ص ۲۲۹

17. Gilchrist,' *The British Indian Monitor',* Edinburg, 1806،pp: *xxxi*
۱8. Yates, *Introduction to the Hindoostanee Language', vii*
19. Prior, '*Oxford Dictionary of National Biography';* Baylee,' *Empire and Information: Intelligence Gathering and Social Communication in India*', 288
20. *Lee, Sidney, Dictionary of National Biography, London,* 1885, volume 28

21. Taylor. Joseph, Capt. *A Dictionary Hindoostanee and English.* Calcutta, 1808, pp: 145